Al-Mahdi Research Journal (MRJ)
Vol 5 Issue 1 (July-Sep 2023)
ISSN (Online): 2789-4150
ISSN (Print): 2789-4142

Human Life and Its Preservation: A Social Perspective

انسانی جان کی اہمیت اور اس کا تحفظ: ایک سماجی مطالعہ

Hafiz Muhammad Masood Ahmad
PhD. Scholar University of Education Lahore
Lecturer Islamic Studies at Darul uloom Jamia Naeemia Lahore
hmmasood7@gmail.com

Muhammad Naimat Ullah
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, University of Education, Lahore/Librarian, Govt. Mines Labour Welfare Boys Higher Secondary School, Makerwal Mianwali, muhammadnaimatullah53@gmail.com
https://orcid.org/0009-0004-9412-1686

Tauqir ul zaman
Lecturer Islamiat, Govt Associate College Narang Mandi, Sheikhupura.
tauqirulzaman@gmail.com

Abstract

This research critically examines the multifaceted dimensions of safeguarding human life through the prism of Islamic principles, aiming to articulate the significance of formulating a comprehensive, socially embedded policy for its protection. The objectives include elucidating the Islamic concept of the sanctity of human life, identifying critical factors for its preservation—such as the promotion of healthy living, violence prevention, peace promotion, environmental protection, education support, and women's empowerment—and arguing for their interconnectedness, emphasizing the need for a holistic plan. The study not only seeks to contribute valuable insights from original and secondary sources,

CC BY

encompassing the Holy Quran, authentic hadiths, jurisprudence texts, historical records, and various reports, but also aims to draw attention to the significance of diverse perspectives from scientific journals, international agreements, NGO reports, newspapers, magazines, and online sources. Beyond theoretical exploration, the research aims to provide practical applications by proposing a framework for implementing a comprehensive, socially embedded policy for human life protection, bridging the gap between theory and real-world impact. The ultimate goal is to inspire actionable strategies informed by Islamic principles that address the intricate web of factors influencing the preservation of human life, fostering a tangible and positive impact on communities and societies.

Keywords: Human Life Protection, Islamic Principles, Comprehensive Policy, Interconnected Factors, Practical Implementation

یہ تحقیقی مضمون اسلامی احکامات سے رہنمائی حاصل کرتے ہوئے انسانی زندگی کی حفاظت کے کثیر جہتی ابعاد کا جائزہ پیش کرتا ہے۔ یہ مقالہ یہ استدلال کرتا ہے کہ انسانی زندگی کی حفاظت کے لیے ایک جامع، سماجی طور پر جڑی ہوئی حکمت عملی کی ضرورت ہے۔ مقالہ انسانی جان کی حرمت کے اسلامی تصور پر بحث کرتا ہے۔ یہ مختلف عوامل کا جائزہ لیتا ہے جو انسانی زندگی کو بچانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں، جن میں صحت مند زندگی کو فروغ دینا، تشدد کو روکنا، امن کو فروغ دینا، ماحول کو محفوظ بنانا، تعلیم کی حمایت کرنا، خواتین کو مضبوط بنانا، اجتماعیت اور سماجی انصاف کو فروغ دینا شامل ہیں۔ یہ مقالہ استدلال کرتا ہے کہ یہ سب عوامل آپس میں گہرا تعلق رکھتے ہیں اور ان کے حل کے لیے ایک جامع منصوبہ بندی کی ضرورت ہے۔ یہ مقالہ انسانی زندگی کی حفاظت کے لیے ان تمام سماجی عناصر کی کھوج کرتا ہے جو انسانیت کے مستقبل کے لیے ضروری ہیں۔

حفاظت کا عمومی تصوّر:

کسی چیز کی حفاظت کے لیے کئی اہم پہلو ہوتے ہیں جن میں سے کچھ یہ ہیں:

1۔ محفوظ مقام 2۔ حفاظتی اقدامات 3۔ مراقبت 4۔ نقصان کو دور کرنے کے لئے فوری کاروائی

CC BY

محفوظ مقام: کسی چیز کو ایسی جگہ پر رکھا جائے جہاں اسے نقصان پہنچنے کا خطرہ نہ ہو یا کم از کم خطرہ ہو۔ مثال کے طور پر قیمتی زیورات کو صندوق میں رکھ کر کمرہ میں بند کر دیا جائے۔ یا گاڑی کو پارکنگ میں کھڑی کی جائے۔

حفاظتی اقدامات: کسی چیز کی حفاظت کے لیے حفاظتی اقدامات کیے جائیں۔ حفاظت کے اہم پہلوؤں کو سمجھنا اور اس پر عمل کرنا یقینی بنایا جائے جس سے اس چیز کو نقصان پہنچنے سے بچایا جاسکتا ہے اور اس کی قیمت محفوظ کی جاسکتی ہے۔

مثال کے طور پر کسی گھر کو چوری سے بچانے کے لیے تالے، باڑ لگایا جائے۔

مراقبت: کسی چیز پر توجہ رکھی جائے اور مسلسل اس کا اس کا جائزہ لیا جائے تاکہ اسے نقصان پہنچنے سے بچانے کے لیے اقدامات کیے جائیں۔ مثال کے طور پر کسی گاڑی کی اچھی طرح سے دیکھ بھال کیا جائے تاکہ اسے خراب ہونے سے بچایا جاسکے یا گھر، دوکان کی حفاظت کے لئے چوکیدار رکھا جائے۔

نقصان کی صورت میں فوری اقدامات: نقصان ہونے کی صورت میں فوری طور پر کارروائی کریں۔ مثال کے طور پر، اگر کسی گھر میں چوری ہو جائے تو فوری طور پر پولیس کو اطلاع دی جائے۔ آگ لگ جانے کی صورت میں بجھانے کے لئے ممکن حد تک کوشش کرنا۔ اپنے اثاثوں کو باقاعدگی سے جانچیں۔ اس سے آپ کو کسی ممکنہ نقصان کو بھینے اور اس سے بچنے میں مدد ملے گی۔

فقہاء نے اسلامی تعلیمات سے تحفظ کے لیے 5 بنیادی قاعدے مقاصد شریعہ کے طور پر ضروری قرار دیے جن سے ایک محفوظ معاشرہ کی تشکیل کی جاسکتی ہے۔ یہ وہ پانچ مقاصد ہیں۔: 1۔ تحفظِ دین 2۔ تحفظِ جان 3۔ تحفظِ عقل 4۔ تحفظِ نسل 5۔ تحفظِ مال

تحفظ دین: دین کی سلامت رہنے کے لئے مسلمانوں کو ارکانِ اسلام کا مکلف بنایا گیا ہے۔ اور دین کو نقصان پہنچانے یا چھوڑنے (ارتداد) پر سزا مقرر کی ہے۔

تحفظ جان: نفس (جان)" کی حفاظت کے لیے حقوق مقرر کئے ہیں اور نقصان پہنچانے پر دیت، قصاص اور زخموں وغیرہ کے احکام دیئے گئے ہیں۔

تحفظ عقل: "عقل" سلامت رہے لہذا نشہ آور چیزوں اور اسی طرح کی دیگر مضر آشیاء کے استعمال سے اجتناب کا حکم دیا گیا ہے۔

تحفظ نسل: "نسل" محفوظ رہے اس لیے گھریلو زندگی سے متعلق احکامات دیئے گئے۔

تحفظ مال: "مال" محفوظ رہے اس لیے ڈاکہ زنی وچوری وغیرہ کی ممانعت کی گئی، سود کو حرام قرار دیا گیا، باطل طریقوں سے مال کمانے سے منع کیا گیا اور خرید و فروخت کے احکامات دیے گیے۔[1]

CC BY

تحفظ کے لئے اہمیت اجاگر کرنا:

اسلام کی نظر میں انسانی جان کی قدر وقیمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ کتاب الٰہی میں ایک انسان کے قتل کو پوری انسانیت کے قتل کے برابر گردانا ہے۔ اسی طرح اسلام نے حفظ النسل یعنی عزت و آبرو کی حفاظت اور حفظ المال دوسرے کے مال پر کسی قسم کی دست درازی کو سخت تعزیری جرم قرار دیا ہے۔

حفاظت حفظِ ماتقدم:

انسان کے پاس جو کچھ بھی ہے وہ اس کا امین ہے۔ زندگی بھی ان نعمتوں میں سے ایک ہے۔ اسی لئے اسلام نے خودکشی کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ اور ہر وہ کام جو جلد یا بدیر انسانی صحت اور اس کی جان کے لیے خطرہ ہو اس کے اجتناب کے متعلق واضح طور پر فرمادیا گیا ہے کہ "وَلَا تُلْقُوْا بِاَیدِیْکُمْ اِلَی التَّہْلُکَۃِ[2]"یعنی خود کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں مت ڈالو۔

اسلام میں حفاظت کا اس باریک بینی سے خیال رکھا گیا ہے کہ کسی چھری یا ہتھیار سے کسی کی جانب محض اشارہ کرنا بھی ممنوع ہے۔ حضورِ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے تو اپنے مسلمان بھائی کی طرف اسلحے سے محض اشارہ کرنے سے بھی منع فرمایا ہے۔[3] یہاں تک کہ ہر وہ چیز جو اپنے لئے خطرے اور ہلاکت کا باعث ہو اس سے باز رہنے کا حکم ہے۔[4]

حضور ﷺ نے دین، عزت و آبرو کی حفاظت، جان ومال اور اہل وعیال کی حفاظت میں مارے جانے والوں کو شہید قرار دیا ہے:

"مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُونَ دِينِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُونَ دَمِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُونَ أَهْلِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ"[5]

فرمایا:"جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے وہ شہید ھے، جو اپنی جان کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے،وہ شہید ہے،جو اپنے دین کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے،وہ شہید ہے،اور جو اپنے اہل و عیال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے،وہ شہید ہے۔"

انسانی زندگی اور احترام و تکریم انسانیت:

احترام عربی زبان کا لفظ ہے۔ اردو میں حرمت، عزت، توقیر کے لیے مستعمل ہے[6] عربی میں بھی "احترام: عظمت، وقار"[7] کے لیے بولا جاتا ہے۔ عربی میں اس کا استعمال بہت کم ہے۔ عربی میں التکریم" کا لفظ زیادہ مستعمل ہے۔ اور انسانیت انسان سے لیا گیا ہے جس کے معنی ہیں "وہ جاندار جو بالقوۃ قادر الکلام "ہو۔

CC BY

انسان کی اپنی جان، مال نسب عقل اور مذہب کی حفاظت انسانی مصالح میں شامل ہے، جس کی حفاظت اس پر فرض ہے۔ اصطلاح میں ان کو مقاصد شریعت کہا جاتا ہے۔یعنی احترام انسان کا مطلب یہ ہوا کہ دوسری تمام مخلوقات کو اس کے لئے مسخر کیا گیا، اور اسے شرف وعزت دی گئی۔ جیسے کہ امام طبری رقمطراز ہیں :

"ولقد كرمنا بني آدم بتسليطنا إياهم على غيرهم من الخلق وتسخيرنا سائر الخلق لهم"-

"ہم نے انسان کو عزت دی اس طرح کہ ان کو دوسری مخلوقات سے بھتر بنایا اور دوسری تمام مخلوقات کو اس کے کام پر لگا دیا۔"

احترامِ انسانیت کا مطلب انسان کا حسن، صورت, مزاج میں اعتدال، درمیانہ قد، دو چیزوں میں فرق کے لیے عقل استعمال کرنا، کرنا، بول چال کے ذریعے، اشارہ کے ذریعے، اور لکیر اور خطوط وغیرہ کے ذریعے سمجھانا، معاش اور معاد کے اسباب کا مہیا ہونا، زمین کی چیزوں پر مسلط ہونا، اشیاء کی صناعت پر قدرت رکھنا عالی اور سفلی اسباب ومسبب کا نفع کی طرف چلانا وغیرہ وغیرہ۔ جیسے کہ بیضاویؒ رقم طراز ہیں:

"ولقد كرمنا بن آدم بحسن الصورة والمزاج الاعدل واعتدال القامة والتميز بالعقل الافهام بالنطق والاشارة والخط والتهدى او اسباب المعاش والمعاد والتسلط على ما في الارض والتمكن من الصناعات و انسياق لاسباب والمسبباب العلوية والسفلية الى ما يعود عليهم بالمنافع الى غيرذالك مما يقف الحصر دون احصائه."

"اور تحقیق کہ ہم نے حسن، صورت، معتدل ترین مزاج، معتدل قد و قامت، عقل کے ذریعے چیزوں کے درمیان تمیز کی طاقت، گفتگو، اشارے، خط اور ہدایت کے ذریعے دوسروں کو بات سمجھانے کی خاصیت، معاش و معاد کے اسباب، زمین میں جو کچھ ہے اس پر تسلط دے کر، صنعتوں پر تمکن اور منافع کے حصول کے لئے اعلی و ادنی اسباب و مسببات کو زیر استعمال لانے کی قدرت اور اس کے علاوہ کئی دیگر خصوصیات دے کر بنی نوع آدم کو کرامت بخشی ہے۔"

زندگی کی بقا پر ہر انسان کا حق ہے:

"کسی مسلمان کے قتل کے عوض پوری دنیا کا زوال بھی خدا کے نزدیک کوئی حیثیت نہیں رکھتا ہے۔"[8]

قرآن پاک میں ہے:

"جو شخص قتل کرے کسی مومن کو جان بوجھ کر تو اس کی سزا جہنم ہے، اور جس میں اس کا قیام ہمیشہ کا ہوگا۔ اس شخص پر اللہ تعالیٰ کا غضب اور اس کی لعنت ہے اور اللہ نے ایسے لوگوں کے لیے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے"۔[9]

OPEN ACCESS

ایک اور فرمان ہے کہ:

"جس نے کسی انسان کی خون کے بدلے یا فساد فی الارض کے سوا کسی اور وجہ سے جان لی اس نے گویا کہ تمام انسانوں کی جان لی اور جس نے کسی کی زندگی بچائی اس نے گویا تمام انسانوں کی زندگی بچائی"[10]

عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه مرفوعًا:"ليس مِنْ نَفْسٍ تُقْتَلُ ظُلْماً إلاَّ كَان على ابنِ آدَمَ الأَوَّل كِفْلٌ مِن دمِهَا؛ لِأَنَّه كان أَوَّل مَن سَنَّ القَتْل" [11]

ایک مرفوع حدیث، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا:

"کسی کا بھی اگر ظلماً خون کر دیا جاتا ہے، اس کے خون کے گناہ کا ایک حصہ آدمؑ کے پہلے بیٹے کو بھی دیا جاتا ہے؛ کیوں کہ ناحق قتل کی بِنا اُس نے ڈالی تھی"

ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا:

" قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں جائیں گے۔ صحابہ نے تعجب سے سوال کیا مقتول کو جہنم میں کیوں ڈالا جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مقتول بھی قاتل کے قتل کا ارادہ کرتا ہے"۔[12]

اللہ تعالیٰ نے اس جرم کی روک تھام کے لیے قاتل کے لیے قصاص کو ان الفاظ میں واجب قرار دیا ہے:

"اے ایمان والو! تم پر قصاص فرض کیا گیا ہے۔"[13]

اسلام میں خودکشی کرنا حرام ہے۔ حضرت ابوہریرہ (رض) فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"اگر کوئی شخص کسی لوہے کی چیز ﴿چاقو چھری﴾ سے اپنے آپ کو قتل کردے تو دوزخ میں وہی چیز اس کے ہاتھ میں ہوگی جس کو وہ اپنے پیٹ میں گھونپتا رہے گا، جب تک وہ دوزخ میں رہے گا اور اگر کسی نے زہر کھا کر یا پی کر اپنی جان لی تو وہ دوزخ میں زہر کے گھونٹ پیتا رہے گا۔[14]

غیر مسلم کی جان بھی محترم ہے:

تمام انسانوں کی جان علی الاطلاق محترم ہے۔ اس میں صرف مسلمانوں کی تخصیص نہیں ہے یہاں تک کہ ہر جاندار کا احترام ضروری ہے، اور کسی جاندار کو بھی بلاوجہ مارنے کی اجازت نہیں اور نہ ہی ایذارسانی کی۔ تو پھر کیسے ایک انسان کی جان غیر محترم

CC BY

ہو سکتی ہے۔ کوئی شخص کسی بھی مذہب یا ملت کا پیرو کار ہو اس کی جان اسی طرح محترم ہے جیسا کہ مسلمان کی۔ چنانچہ ذمی کے قتل کے سلسلے میں ایک روایت ہے کہ:

"مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا فِي غَيْرِ كُنهِهِ، حَرَّمَ االله عَلَيْهِ الْجَنَّةَ"[15]

"اگر کسی مسلمان نے کسی بھی غیر مسلم (معاہد) شہری (ذمی) کا خونِ ناحق کیا تو اللہ تعالیٰ نے اُس پر جنت حرام کر دی ہے۔"

نہ صرف ذمی بلکہ حربی کافر کی حفاظت بھی فرض ہو جاتی ہے اگر جنگ کے دوران معاہدہ ہو تو اس کو بھی قتل کرنا ناجائز اور سخت گناہ ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ "ایسا شخص جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکے گا۔"[16]

حجۃ الوداع میں آپؐ نے فرمایا تھا کہ:

"لوگو! ہمیشہ کے لیے تمہاری جان، مال اور عزتیں ایک دوسرے پر قطعاً حرام کر دی گئی ہیں، اور ان چیزوں کی حرمت بالکل ایسی ہے جیسے آج تمہارے اس دن کی اور اس مہینے کی اور اس شہر کی۔ خبر دار! ایسا نہ ہو کہ تم میرے بعد ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو اور کفار کے زمرے میں شامل ہو جاؤ۔[17]

نبی کریم ﷺ نے ایک مومن کی جان کی حرمت کو کعبے کی حرمت سے زیادہ محترم قرار دیا، حدیث میں ہے کہ:

" عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَطُوْفُ۔ بِالْكعبَة، وَيَقُولُ: مَا أَطْيَبَكِ وَأَطْيَبَ رِيحَكِ، مَا أَعْظَمَكِ وَأَعْظَمَ حُرْمَتَكِ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيدِهِ، لَحُرْمَةُ الْمُؤْمِنِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ حُرْمَةً"[18]

ترجمہ: "عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول کریم ﷺ کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے دیکھا تو یہ فرماتے سنا: اے کعبہ! تو کتنا عمدہ ہے اور تیری خوشبو کتنی پیاری ہے، تو کتنا عظیم ہے اور تیری حرمت کتنی زیادہ ہے، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! مومن کی جان ومال کی حرمت اللہ کے ہاں تیری حرمت سے بہت زیادہ ہے۔"

ایک اور حدیث مبارک میں ہے کہ:

"کامل مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان (کی ایذا رسانی) سے دیگر مسلمان محفوظ رہیں"۔[19]

ایک حدیث مبارکہ میں ہے کہ: "سباب المسلم فسوق، وقتاله كفر"[20]

OPEN ACCESS
CC BY

"کسی مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اسے قتل کرنا کفر ہے۔"

اسلام انسانی عزت و تکریم کی وجہ سے راز کو پوشیدہ رکھنے کی تلقین کرتا ہے حدیث میں ہے کہ:

"من سترمسلما ستره الله في الدنياوالآخرة والله في عون العبد ماكان العبدفي عون أخيه"[21]

"جو شخص کسی مسلمان کے عیب چھپائے گا، اللہ تعالیٰ اس کے عیبوں کو دنیا اور آخرت میں چھپائے گا اور اللہ تعالیٰ اس وقت تک بندوں کی مدد کرتا ہے جب تک وہ اپنے بھائی مسلمان کی مدد کرتا رہتا ہے"

صحت و عافیت:

صحت اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے۔ زیادہ کھانا یا زیادہ سونا، یا کم کھانا یا کم سونا، یا سستی و کاہلی و کام چوری کرنا، ہر وقت حزن و الم میں مبتلا رہنا، دن رات کی سرگرمیوں میں عدم توازن، کھانے پینے میں غیر متوازن غذا کا استعمال، طبیب کے مشورے کے بغیر دواؤں کا استعمال، اور ہر وہ عمل جس سے صحت کو، جسم کو یا جان کو خطرہ ہو۔ ایسی تمام چیزوں سے اسلام نے بچنے کی تلقین کی ہے۔

آخرت میں انسان سے دی گئی نعمتوں کا حساب کیا جائے گا قرآن مجید میں ہے کہ:

"وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ "[22] "(اور روز محشر) تم سے تمہارا رب دی گئی نعمتوں کا حساب لے گا"

ان نعمتوں میں اس کا جسم، صحت اور اس کی جان بھی شامل ہے۔ صحت کے معاملے میں عبادت بھی توازن سے کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ:

"تم پر تمہارے جسم کا بھی حق ہے، اور تمہاری آنکھ کا بھی حق ہے۔ تم پر تمہارے اہل و عیال کا حق ہے"[23]

اسی طرح ایک حدیث میں ہے کہ:

"نِعْمَتَانِ، مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌمِنَ النَّاسِ، الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ"[24]

"دو نعمتیں ایسی ہیں جن کے بارے میں بکثرت لوگ غفلت کا مظاہرہ کرتے ہیں ایک صحت اور دوسرا فارغ وقت"

نبی کریم ﷺ نے بیماری کے علاج کی تاکید فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے بیماری اور دوا دونوں چیزیں نازل کی ہیں، سو تم دوا لیا کرو اور حرام چیز کو دوا مت بناؤ"[25]

OPEN ACCESS
CC BY

سول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

" المؤمن القوي، خيروأحب إلى الله من المؤمن الضعيف "[26]

" قوت والا مومن اللہ تعالیٰ کے نزدیک کم قوت والے مومن سے بہتر اور زیادہ پیارا ہے"

انسانی زندگی کا برقرار رکھنا اس کا بنیادی حق ہے، اور اس حق کی خلاف ورزی کی اُسے خود بھی اجازت نہیں۔

وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ "[27] اور اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت (تباہی) میں نہ ڈالو"۔

"وَلَا تَقْتُلُوا أَنفُسَكُمْ "[28] "اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو"۔

اِنَّ لِجَسَدِك عَلَيكَ حَقّاً[29] "تم پر تمہارے جسم کا بھی حق ہے"۔

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:" نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الدَّوَاءِ الْخَبِيثِ"[30]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجس یا حرام دوا سے منع فرمایا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے خبیث دوا (زہر، یا خراب یعنی ایکسپائرڈ، یا ضرر رساں، یا حرام اجزا جیسے شراب یا پیشاب سے بنی دوا جن کی فقہا نے مشروط اجازت بعض اضطراری حالات میں دی ہے) سے منع فرمایا۔ نشہ حرام قرار دیا گیا۔ اور حرام اجزا سے بنی دوا بھی حرام قرار دی۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: سب نشہ آور اشیاء خمر ہیں اور سب خمر حرام ہیں۔[31]

حرام اشیاء کو بطورِ دوا کھانے کے ناجائز ہونے کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إن الله أنزل الداء والدواء وجعل لكل داء دواء فتداووا ولا تداووا بحرام"[32]

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے بیماری اور دوا دونوں کو نازل کیا ہے اور ہر بیماری کے لیے دوا رکھی ہے، لہٰذا ان دواؤں سے علاج کرو، لیکن حرام چیزوں سے بچو۔

آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:" فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ "[33]

"پس جو شخص بغیر کسی بغاوت اور زیادتی کے مجبور ہو جائے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔"

جصاصؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس میں دو نکات ہیں: "میتہ" صرف اضطراری صورت میں کھانا جائز ہے۔

OPEN ACCESS

اضطراری صورت میں "میتہ" کھانے والا شخص باغی یا عادی نہیں ہو سکتا۔

انسان کے پاس اپنی جان اور جسم کی حفاظت کے لیے بقدر کفایت مال ہو اور فکر و پریشانی سے آزاد زندگی ہو تو یہ شرعا ممنوع نہیں بلکہ مطلوب و مقصود ہے، چونکہ اللہ عزوجل نے مال کی تنگی سے جان میں پریشانی سے بچنے کا حکم دیا۔

"ولا تبذر تبذيرا" [34]

چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

"جو بھی آدمی تم میں سے اس حالت میں صبح کرے کہ اپنی جان کے لحاظ سے امن میں ہو اور اپنے بدن کے لحاظ عافیت میں ہو (یعنی کوئی بیماری و تکلیف نہ ہو) اور اس کے پاس اس دن کے کھانے کو مناسب کھانا ہو تو یوں سمجھو کہ اسے ساری دنیا سمیٹ کر دے دی گئی ہے" [35]

نیز حضور ﷺ یہ دعا بھی مانگا کرتے تھے:

"اللهمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ، وَالْكَسَلِ، وَالْجُبْنِ، وَالْهَرَمِ، وَالْبُخْلِ" [36]

"اے اللہ! میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں ہوں عاجزی سے، سستی سے، بزدلی سے، بخل سے اور بڑھاپے سے۔"

اور نبی کریم ﷺ کے معمول کی دعاوں میں اس دعا کی بڑی تلقین بھی موجود ہے کہ اے اللہ میرے

اللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ بَدَنِي، اللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ سَمْعِيْ، اللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ بَصَرِيْ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ۔ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ، اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ۔ [37]

ترجمہ: اے اللہ! تو مجھے جسمانی صحت میں عافیت عطا فرما، اے اللہ! تو میری قوتِ سماعت میں عافیت عطا فرما، اے اللہ! تو میری قوتِ بینائی میں عافیت عطا فرما، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں، کفر اور فقر سے، اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں، قبر کے عذاب سے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

صحت وعافیت اور مختلف بیماریوں سے بچاوں کے لئے دعا کا اہتمام اور ترغیب دی گئی ہیں۔

اللَّهمَّ إنِّي أعوذُ بِكَ منَ البرصِ والجنونِ والجذامِ ومن سيِّئِ الأسقامِ [38]۔

"اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں، برص، دماغی خرابی، کوڑھ اور تمام بری بیماریوں سے"

OPEN ACCESS

اللّٰهمَّ إنّي أسألُكَ العفووالعافيةَ في الدُّنيا والآخرةِ اللّٰهمَّ إنّي أسألُكَ العفوَوالعافيةَ في ديني ودُنْيايَ وأهْلي ومالي اللّٰهمَّ استُرعَوْراتي وآمِن رَوعاتي۔ اللَّهُمَّ احْفَظْنِي مِنْ بَيْنِ يدَيَّ، وَمِنْ خَلْفِي، وَعَنْ يَمِينِي، وَعَنْ شِمَالِي، وَمِنْ فَوْقِي، وَأَعُوذُ بِعَظَمَتِكَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِي[39]

"اے اللہ! بیشک میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں معافی اور عافیت کا سوال کرتا ہوں، اے اللہ! بیشک میں تجھ سے اپنے دین، اپنی دنیا، اپنے اہل و عیال اور مال و دولت میں معافی اور عافیت کا سوال کرتا ہوں، اے اللہ! میرے عیبوں کو چھپا، اور مجھے اپنے خوف اور اندیشوں سے محفوظ فرما۔ اے اللہ! میرے سامنے سے بھی میری حفاظت فرما، میرے پیچھے سے بھی، دائیں سے بھی اور بائیں سے بھی، اور اوپر سے بھی، اور میں آپ کی عظمت کی پناہ مانگتا ہوں، اس بات سے کہ میں نیچے سے ہلاک کیا جاؤں۔"

صحت کی حفاظت اور عالمی میثاق:

اقوام متحدہ کی کمیٹی برائے معاشی، معاشرتی و ثقافتی حقوق نے کہا کہ صحت کا حق دیگر حقوق سے گہرا تعلق رکھتا ہے۔ یہ حقوق صحت کے حق کے لیے ضروری ہیں اور اس کا تحفظ ان کے تحفظ پر منحصر ہے۔[40] صحت کے حق کا مطلب ہے کہ صحت کی دیکھ بھال کی تمام ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ضروری وسائل اور سہولیات تک ہر فرد کی رسائی ہونی چاہیے۔ ان میں صحت کے مراکز، سازوسامان، اور دیگر وسائل شامل ہیں۔ یہ وسائل اور سہولیات مناسب مقدار میں دستیاب ہونی چاہئیں اور بلا امتیاز ہر فرد کی رسائی میں ہونی چاہئیں۔ اس میں پسے ہوئے طبقات کے افراد کی بھی رسائی کو یقینی بنانا شامل ہے۔

بدامنی فتنہ وفساد اور دہشت گردی:

نبی کریم ﷺ نے لڑائی جھگڑوں سے بچنے کی تاکید فرمائی ہے۔ نبی ﷺ جب کسی عامل کو کہیں تعینات فرماتے تو اسے یہ خصوصی ہدایت کرتے کہ:

"بشّروا ولا تنفروا، يسّروا ولا تعسّروا"

"خوشخبری دینا، نفرت پیدا نہ کرنا۔ آسانیاں پیدا کرنا، مشکلات اور دقتیں پیدا نہ کرنا۔"

یعنی ایسی فضا قائم کرنا جس میں لڑائی جھگڑا نہ ہو، لوگ سہولتیں پیدا کرنے والے ہوں، جھگڑالو نہ ہوں، یہ ایک مسلمان ولی الامر کی ذمہ داری ہے۔

آپؐ نے فرمایا:

"مَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ وَهُوَ بَاطِلٌ بُنِيَ لَهُ فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ وَمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَهُوَ مُحِقٌّ بُنِيَ لَهُ فِي وَسَطِهَا وَمَنْ حَسَّنَ

OPEN ACCESS
CC BY

خُلُقَهُ بُنِيَ لَهُ فِي أَعْلَاهَا"[41]

"جس نے اس چیز کے لیے جھوٹ بولنا چھوڑ دیا جو کہ باطل تھا، اللہ اس کے لیے جنّت کے کنارے پر محل تیار کرے گا اور جس نے حق پر ہونے کے باوجود جھگڑا چھوڑا تو اللہ جنّت کے بیچ میں اس کے لیے محل تیار کرے گا اور جس نے حسن خلق کا مظاہرہ کیا (اور جھگڑا نہ کیا) تو اس کے لیے جنت کے اعلیٰ درجے میں محل تیار کر دیا جائے گا۔"

اللہ تعالیٰ نے تفرقہ سے بچنے کی تاکید کی ہے اور اس کو جہنم کا گڑھا قرار دیا ہے۔

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا ۚ وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُم بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنقَذَكُم مِّنْهَا ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ 42

اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی کے ساتھ تھام لو اور آپس میں تفرقہ مت ڈالو اور اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب تم ایکدوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں ملاپ پیدا کر دیا پس اس کے فضل سے تم آپس میں بھائی بھائی بن گئے اور تم تو آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچا لیا۔ اللہ تم سے یوں ہی اپنی آیتیں بیان فرماتا ہے تاکہ تم ہدایت پا جاؤ۔

قرآن میں فتنہ کو قتل سے زیادہ سنگین قرار دیا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ"[43]

نبی کریم ﷺ نے فتنے اور بد امنی کے ماحول میں خصوصی طور پر ہدایات دی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا:

"إِيَّاكُمْ وَالْفِتَنَ فَإِنَّ اللِّسَانَ فِيهَا مِثْلُ وَقْعِ السَّيْفِ"[44]

"فتنوں سے بچو کیونکہ ایسی صورت میں زبان تلوار سے بھی بدتر کردار ادا کرتی ہے۔"

سماج کو فتنہ و فساد سے بچانے کے لیے اسلامی سزائیں (حدود) بڑا اہم کردار ادا کرتی ہیں اس حوالے سے جسٹس ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن فرماتے ہیں:

"حدود کے نفاذ سے معاشرے کی حفاظت مقصد ہے کیونکہ یہ اللہ کے حقوق میں سے ہے کہ اجتماعی زندگی کو محفوظ رکھا جائے۔ اسی طرح وہ تمام اُمور جن میں فقہائے اُمّت نے اللہ تعالیٰ کے حق کو غالب تصور کیا ہے، ان میں اشخاص کے انفرادی حقوق کا لحاظ نہیں رکھا جاتا بلکہ اجتماعی زندگی کا مفاد پیش نظر رکھا جاتا ہے اور اشخاص کے انفرادی مفاد کو اس کے تابع قرار دیا جاتا ہے۔"[45]

OPEN ACCESS
CC BY

اسی طرح قرآن حکیم میں حرابہ (رہزنی) کی سزا بھی بہت سخت رکھی گئی ہے۔ حرابہ میں کچھ لوگ مل کر منصوبہ بنا کر قتل یا ڈاکہ ڈالتے ہیں۔ مسافروں اور بے گناہوں کو قتل کرنے اور ان کا سامان چھیننے کے علاوہ خوف وہراس پھیلاتے ہیں۔ سورۃ المائدۃ کی آیت نمبر 33 میں رہزنی کی سزا کا ذکر کیا گیا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے اسے ایمان کی علامت قرار دیا کہ مسلمان کی وجہ سے کسی انسان کو بلاوجہ ضرر نہ پہنچے۔

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ:

المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده، والمؤمن من آمنه الناس على دمائهم وأموالهم[46]

"مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور مؤمن وہ ہے جس سے لوگوں کے جان ومال کو کوئی خطرہ نہ ہو۔"

بخاری میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ کی قسم! مومن نہیں ہو سکتا، اللہ کی قسم مومن نہیں ہو سکتا، کسی نے پوچھا کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! کون مومن نہیں ہو سکتا؟ فرمایا: "جس کے شر سے اس کے پڑوسی محفوظ نہ ہوں"۔[47]

مضبوط وبااختیار عورت:

عورت معاشرے بہترین معاشرے کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ نسلیں اس کے ہاتھ میں تربیت پاتی ہیں جو معاشرے کو تربیت کے مطابق اپنا حصہ دیتی ہیں۔ اب اگر عورت مضبوط ہو گی تو معاشرہ مضبوط ہو گا۔ عورتوں کی ترقی کے حوالے سے ایک فکری مغالطہ یہ دیا جاتا ہے کہ شاید عورتوں کے حق یا تحریک کی بات کرنے کا مقصد کسی عالمی ایجنڈے کی تکمیل ہے۔ حالانکہ جو مسائل اٹھائے جارہے ہیں وہ بنیادی نوعیت کے حقوق سے جڑے ہیں اور ان کی ضمانت ہمارا دین اور قانون دیتا ہے۔ 1973 کے آئین میں بنیادی حقوق کا باب اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ ہم قانون کے پیش نظر عورتوں کے بنیادی حقوق کی ضمانت دیتے ہیں۔

چنانچہ آنحضور نے ابتداہی سے خواتین کی تعلیم کی طرف توجہ فرمائی۔ آپ نے سورۃ البقرۃ کی آیات کے متعلق فرمایا:
"تم خود بھی ان کو سیکھو اور اپنی خواتین کو بھی سکھاؤ۔"[48]
تربیت کے لئے اپنی خدمت میں حاضر ہونے والے وفدوں کو آپ تلقین فرماتے کہ
"تم اپنے گھروں میں واپس جاؤ، اپنے اہل خانہ کے ساتھ رہو، ان کو دین کی تعلیم دو اور ان سے احکامِ دینی پر عمل کراؤ۔"[49]

CC BY

آپؐ کا فرمان ہے:

"جس نے تین لڑکیوں کی پرورش کی، ان کی اچھی تعلیم وتربیت کی، ان سے حسن سلوک کیا، پھر ان کا نکاح کر دیا تو اس کے لئے جنت ہے[50]

ایک اور روایت میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ جنت میں معیت کا وعدہ ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتَّى تَبْلُغَا، جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَا وَهُوَ، وَضَمَّ أَصَابِعَهُ"[51]

عورتوں کی ترقی کے تناظر میں پاکستان بہت پیچھے کی طرف نہیں کچھ آگے بھی بڑھا ہے۔ اب ہماری عورتیں پاکستان میں موجود ہر شعبہ میں ایک فعال اور متحرک فریق کے طور پر اپنا کردار ادا کر رہی ہے۔ سیاست کی سطح پر عورتوں کی فعالیت بہت سود مند ہے اور فیصلہ ساز اداروں میں ان کی موجودگی یقینی طور پر عورتوں کے تحفظ کے عمل کو یقینی بنا سکتی ہیں۔ پاکستان ان ممالک میں شامل ہے جس نے قومی ترقی کے اہداف 2015-30 پر عالمی ماہدے کے تحت دستخط کیے ہوئے ہیں۔

عورت کی تخلیق کا مقصد

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُواْ رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالاً كَثِيرًا وَ نِسَاءً وَ اتَّقُواْ اللّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا. (النساء)

اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہاری پیدائش (کی ابتداء) ایک جان سے کی پھر اسی سے اس کا جوڑ پیدا فرمایا پھر ان دونوں میں سے بکثرت مردوں اور عورتوں (کی تخلیق) کو پھیلا دیا، اور ڈرو اس اللہ سے جس کے واسطے سے تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور قرابتوں (میں بھی تقویٰ اختیار کرو)، بیشک اللہ تم پر نگہبان ہے۔

اسی بات کو Christianity میں بائبل کا انسائیکلوپیڈیا تصور کی جانیوالی مشہور کتاب قاموس الکتاب میں یوں بیان کیا گیا ہے۔

شادی تخلیق کا ایک امر ہے، خالق کل نے مرد اور عورت کو اپنی صورت پر بنایا اور خدا کی یہ صورت مرد اور عورت کی وحدت میں نظر آتی ہے۔ دونوں کو ایک دوسرے کیلئے بنایا گیا ہے۔ دونوں کی شخصیتیں ایک دوسرے کی شخصیت کا تکملہ ہیں۔ شادی کا رشتہ اس وحدت کا دوسرا نام ہے۔" اگر ہم عورت کی فطری و تخلیقی صلاحیتوں کو دیکھیں تو عورت کو قدرت نے ایسی صلاحیتوں سے نوازا ہے جن کی بدولت وہ بچوں کی نگہداشت، تعلیم وتربیت کے لئے موزوں ترین ہے اس طرح نسلِ انسانی کا مستقبل عورتوں کے ہاتھ میں سونپ دیا گیا ہے۔

مضبوط اور مستحکم خاندان کی اساس:

CC BY

خاندان معاشرے کی اہم اور بنیادی اکائی ہے۔ مستحکم معاشرے کی بنیاد پر پر سکون معاشرہ بنتا ہے۔ مگر بد قسمتی سے خاندان موجودہ مادیت پرستی کا شکار ہو کر زوال پذیر ہو رہے ہیں۔ ایک ہی خاندان کے افراد ایک دوسرے سے بہت دور جا چکے ہیں۔ پھر نفسا نفسی کے عالم میں کسی کے پاس اپنے خاندان کی بنیاد مضبوط کرنے کا وقت نہیں مگر عورت کو اللہ پاک نے یہ صلاحیت عطا کی ہے کہ وہ خاندان کے استحکام کے لئے اساس مہیا کر سکتی ہے۔ عورت کو چاہیئے کہ اپنے خاندان کو معاشرے کا بہترین شہری اور اچھا انسان بنائے۔ اپنے خاندان اور اولاد کو معاشرے کا سود مند شہری بنائے اور اس کے لئے عورت کو با شعور، تربیت یافتہ اور ہنر مند ہونا ضروری ہے۔ الغرض عورت معاشرے کا لازمی جزو اور عنصر ہے۔ ان میں سے عورت کے کردار اور ذات کی نفی کر دی جائے تو معاشرہ کی اساس ہی ختم ہو جائے گی۔ عورت کے بغیر معاشرہ ادھورا ہے۔

سماجی انصاف:

سماجی انصاف ایک ایسا تصور ہے جس میں تمام افراد کو مساوی حقوق و فرائض اور مواقع حاصل ہوتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ کسی معاشرے کے کسی بھی فرد کے ساتھ اس کی ذاتی خصوصیات، جیسے کہ نسل، مذہب، جنس، یا سماجی طبقہ کی بنیاد پر امتیازی سلوک نہیں کیا جاتا ہے۔ سماجی انصاف ایک ایسے معاشرے کی بنیاد ہے جہاں تمام افراد کو اپنی صلاحیتوں اور کوششوں کے مطابق کامیابی حاصل کرنے کا موقع ملتا ہے۔ سماجی انصاف ایک ایسے معاشرے کو فروغ دیتا ہے جہاں تمام افراد اپنی صلاحیتوں کو پوری طرح سے استعمال کر سکتے ہیں۔ یہ تعلیم، صحت کی دیکھ بھال، اور روزگار کے مواقع تک مساوی رسائی کو فروغ دیتا ہے۔ سماجی انصاف عدم مساوات کو کم کرنے میں مدد کرتا ہے۔ یہ غریبوں اور پسماندہ طبقات کے لیے مواقع پیدا کرتا ہے اور ان کی زندگیوں کو بہتر بنانے میں مدد کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ وَ لَا یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْاؕ اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَ اتَّقُوا اللّٰهَؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ[52]

اے ایمان والو! انصاف کے ساتھ گواہی دیتے ہوئے اللہ کے حکم پر خوب قائم ہو جاؤ اور تمہیں کسی قوم کی عداوت اس پر نہ اُبھارے کہ تم انصاف نہ کرو (بلکہ) انصاف کرو، یہ پرہیز گاری کے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو، بیشک اللہ تمہارے تمام اعمال سے خبردار ہے۔

نبی ﷺ کو قرآن میں رحمت للعالمین کا خطاب دے کر اسلام نے دنیا بھر کے لیے سماجی انصاف کی راہنمائی کا اعلان کر دیا۔ اور نبی ﷺ نے اپنے آخری خطبہ میں اسے رہتی دنیا کے لیے ایک ضابطہ حیات چھوڑ کر جانے اور انسانوں میں تفریق کو ہمیشہ کے لیے مٹانے کا مشن مسلمانوں کے حوالے کیا۔ اسلام نے آکر غلاموں کو اٹھایا اور انہیں انسانیت کے درجے پر لے کر آئے۔ اسلام

OPEN ACCESS

نے عورتوں کو تحفظ اور اعلیٰ مقام اور احترام بخشا۔ اسلام نے غریبوں کو اٹھانے کے لیے صدقات اور زکوۃ کے دروازے کھول دیے۔ اسلام نے اقلیتوں کو حقوق دیے۔ اسلام نے جنگ میں بھی بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کا خیال رکھا۔ اسلام نے انصاف کی فراہمی میں حاکم اور محکوم کا فرق مٹایا۔ اسلام نے بین الاقوامی تعلقات اور امن عالم کے لیے ذریں اصول دیے۔ غرض سماجی انصاف کا وہ دروازہ کھولا جو ہزاروں سالوں سے بند ہو چکا تھا۔

سماجی انصاف کی بات کی جائے تو نبی ﷺ کی سیرت کو دیکھیں ایک معزز خاندان کی عورت کا چوری کے جرم میں ہاتھ کاٹنے کا حکم ہوتا ہے تو لوگ نبی ﷺ کو سفارش پیش کرتے ہیں۔ نبی ﷺ اس وقت تاریخ جملہ کہتے ہیں کہ "اگر اس کی جگہ میری بیٹی فاطمہ بھی ہوتی تو میں اس کے ہاتھ کاٹتا" اسے کہتے ہیں انصاف۔ مصر کے گورنر حضرت عمرو بن العاص جو مصر کے فاتح بھی تھے، ان کی گورنری کے زمانہ میں ایک مرتبہ گھوڑ دوڑ ہوئی، اس ریس میں ان کا بیٹا بھی شریک تھا، اس کے گھوڑے سے آگے ایک قبطی کا گھوڑا بڑھنے لگا تو گورنر زادے نے اس قبطی کو ایک طمانچہ مارا، یہ کہتے ہوئے کہ دیکھ! شریف زادے کا تھپڑ ایسا ہوتا ہے، وہ معمولی شہری تھپڑ کھا کر سیدھا مدینہ پہنچا اور اس نے امیر المؤمنین حضرت عمرؓ سے شکایت کی، وہاں سے طلبی ہوئی کہ گورنر عمرو بن العاص مع اپنے بیٹے کے حاضر ہوں، دونوں پہنچے، ایک دربار سا لگا، اور حضرت عمرؓ نے سب کے سامنے اس قبطی کو کہا کہ ایک تھپڑ اسی طرح تم گورنر زادے کو میرے سامنے مارو جیسا اس نے تمھیں مارا تھا، اس قبطی نے تھپڑ مارا، اس کے بعد جو الفاظ حضرت عمرؓ نے کہے وہ ہم کو فخر کرنے کے لائق ہیں، انھوں نے کہا کہ تم نے کب سے لوگوں کو اپنا غلام بنالیا، حالانکہ یہ اپنے ماں کے پیٹ سے آزاد پیدا ہوئے تھے۔

CC BY

[1]ڈکٹر وھبہ زحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، 107:1 (دار الاشاعت اردو بازار کراچی)

[2]سورۃ البقرۃ:195

[3]بخاری، ابو عبد اللہ، محمد بن البخاری، الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ ﷺ وسننہ ایامہ، ت: مُصطفیٰ دیب البغا، طبع سوم (بیروت: دار ابن کثیر، 1407ھ/1987م)، 9:49، رقم:7072

[4]مراد آبادی، نعیم الدین، خزائن العرفان، (کراچی، مکتبۃ المدینہ، 2017ء)1:65

[5]ترمذی، محمد بن عیسی الترمذي، سنن الترمذي، تحقیق: أحمد محمد شاکر، شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفى البابي الحلبي –(مصر، مصطفى البابى، 1395ھ-/1975ء)، 4:30، رقم:1421

أبو داود، سلیمان بن الأشعث السِّجِستاني، "سنن أبي داود"، تحقیق: شعیب الأرنؤوط، (لبنان، بیروت، دار الرسالۃ العالمیہ 1430ھ/2009ء)، 4:246، رقم:4772

[6]فیروز الدین، مولوی فیروز اللغات، (لاہور، پاکستان، فیروز سنز 2010ء)1:73

[7]وحید الزمان، مولانا، "القاموس الجدید"، (لاہور، پاکستان، ادارہ اسلامیات، 1990ء)136

[8]سنن ترمذي، 4:16، رقم:1395

[9]النساء:93

[10]المائدہ:32

[11] صحیح بخاری:۳۱۵۷، متفق علیہ

[12] صحیح بخاری:۳۱

[13]البقرہ:178

[14]مسلم، أبو الحسین مسلم بن الحجاج القشیري النیسابوري، "صحیح مسلم"، تحقیق: محمد فؤاد عبد الباقي، حدیث ۱۰۹، (بیروت، لبنان، دار إحیاء التراث العربي، 1374ھ/1995ء

[15]سنن النسائي، 8:24، رقم:474

[16] صحیح البخاري، 3:3، رقم:2995

[17] صحیح البخاري، رقم:4144

[18]ابن ماجۃ، أبو عبد اللہ محمد بن یزید القزویني، وماجۃ اسم أبیہ یزید، "سنن ابن ماجہ"، کتاب الفتن، باب حرمۃ دم المؤمن ومالہ، حدیث:3932، (بیروت، لبنان، دار احیاء التراث العربی)، 4:319

[19] صحیح البخاري: کتاب الإیمان، باب: المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ، حدیث:۱۰

[20]سنن النسائي، 7:122، رقم 4109

[21] صحیح مسلم، حدیث:204

[22]سورۃ الضحی، 11

[23] صحیح البخاري، حدیث:5783

[24] صحیح البخاري، کتاب الرقاق، باب ما جاء في الصحۃ والفراغ، وأن لا عیش إلا عیش الآخرۃ، حدیث:6049

[25]ابو داؤد، حدیث 3870

[26] صحیح مسلم، 4: حدیث:2706، 4/2052

[27]سورۃ البقرۃ:195

[28]سورۃ النساء:30

CC BY

[29] صحیح بخاری، حدیث:5199

[30] سنن الترمذی/الطب 7(2045)

[31] صحیح مسلم، حدیث:5218

[32] سنن ابوداؤد، 02:174

[33] سورۃ البقرۃ، 173

[34] سورۃ بنی اسرائیل:26

[35] سنن ترمذی، حدیث:4141

[36] صحیح مسلم، حدیث:2706، 4/2079

[37] سنن ابوداود، رقم:5090

[38] سنن ابی داود، رقم:1554

[39] سنن ابی داود: رقم:5074

[40] International Covenant on Economic, Social and Cultural Rights, United Nations, Web Accessed on 12-10-23 https://treaties.un.org/Pages/Declarations.aspx?index=Pakistan&lang=_en&chapter=4&treaty=330

[41] جامع ترمذی:1993

[42] سورۃ العمران:103

[43] سورۃ البقرۃ، 191

[44] سنن ابن ماجہ:3968

[45] تنزیل الرحمن، جسٹس، ڈاکٹر جرم وسزا کا اسلامی فلسفہ، طبع اول (دار القرآن، جامع مسجد، دہلی، انڈیا، 1988)، 120

[46] ترمذی: حدیث ۲۶۲۷

[47] بخاری: حدیث 6016

[48] سنن دارمی:3390

[49] صحیح بخاری، 63

[50] سنن ابوداود، 4:338، رقم:5147

[51] صحیح مسلم، 4:2027، رقم:149

[52] سورۃ المائدہ:8

CC BY